ربیع الاوّل ۱۴۰۱ھ میں پاکستان ٹیلی ویژن پر پیش کیا جانے والا سلسلۂ تقاریر

رسول کامل ﷺ

مقرر : ڈاکٹر اسرار احمد

(۱۴)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہمارے تعلق کی بنیادیں
اور
نبوی ؐ مشن کی تکمیل اور ہمارا فرض

اعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیم   بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

﴿ فَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴾ (الاعراف: ۱۵۷)

"پس جو لوگ ایمان لائے اُن (نبی کریم ﷺ) پر اور جنہوں نے اُن کی توقیر و تعظیم کی اور جذبۂ احترام کے ساتھ ان کی مدد و حمایت کی (ان کے کام اور ان کے مشن میں ان کے دست و بازو بنے اور ان کے فرضِ منصبی کی تکمیل میں اپنی قوتوں' صلاحیتوں اور توانائیوں کو کھپایا) اور جنہوں نے اس نور کا اتباع کیا جو ان کے ساتھ نازل کیا گیا ہے (یعنی قرآن مجید) تو یہی لوگ ہیں جو (اللہ کے ہاں) فلاح پانے والے (کامیاب و کامران اور رشاد کام ہونے والے) قرار پائیں گے"۔

قَالَ النَّبِیُّ ﷺ ((اَلدِّیْنُ النَّصِیْحَةُ)) قُلْنَا لِمَنْ؟ قَالَ :((لِلّٰهِ وَلِكِتَابِهٖ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِاَئِمَّةِ الْمُسْلِمِیْنَ وَعَامَّتِهِمْ)) (مسلم)

اُمّتِ مُسلمہ اس وقت جس صورت حال سے دوچار ہے' اس کی تفصیل میں جانے کی چنداں احتیاج نہیں ہے۔ ہر صاحب نظر آگاہ ہے کہ عزت و وقار اور سربلندی گویا کہ ہم سے چھین لی گئی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ معاف فرمائے' واقعہ یہ ہے کہ جو مغضوب علیہم

قوموں کا نقشہ قرآن مجید میں کھینچا گیا ہے' مختلف اعتبارات سے وہی نقشہ آج ہمیں اپنے اوپر منطبق ہوتا نظر آرہا ہے۔ افتراق ہے' باہمی خانہ جنگیاں ہیں' اختلافات ہیں۔ وحدتِ اُمت جو مطلوب ہے تو اس کا شیرازہ پارہ پارہ ہو چکا ہے۔ سوال یہ ہے کہ اس صورتِ حال کا حل کیا ہے؟ اس کے لئے ہم کس طرف رجوع کریں؟ اس کا جواب اگر ایک جملے میں جاننا چاہیں تو وہ یہ ہے کہ خلوص اور اخلاص کا رشتہ اور وفاداری کا تعلق از سرِنو اللہ سے' اس کی کتاب سے' اس کے رسول ﷺ سے استوار کیا جائے اور صحیح بنیادوں پر قائم کیا جائے۔

ابھی جو حدیث میں نے آپ کو سنائی اس کی رو سے نبی اکرم ﷺ نے یہ فرمایا :
"دین تو بس خیر خواہی' خلوص و اخلاص اور وفاداری کا نام ہے"۔ پوچھا گیا کہ حضورؐ! کس کی وفاداری' کس سے خلوص و اخلاص؟ حضورؐ نے ارشاد فرمایا:
"اللہ سے' اس کی کتاب سے' اس کے رسولؐ سے' مسلمانوں کے رہنماؤں اور قائدین سے اور عامۃ المسلمین سے"۔

اللہ تعالیٰ کے ساتھ خلوص و اخلاص کا جہاں تک تعلق ہے تفصیل میں جانے کا موقع نہیں ہے' وہ ایک لفظ میں ادا کیا جا سکتا ہے: التزامِ توحید اور شرک سے اجتناب۔ شرک کی ہر نوعیت سے' ہر شائبہ سے اپنے آپ کو پاک کر لیا جائے تو یہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ وفاداری ہے۔ اگرچہ کام آسان نہیں' بقول علامہ اقبال مرحوم ؎

براہیمی نظر پیدا مگر مشکل سے ہوتی ہے
ہوس چھپ چھپ کے سینوں میں بنا لیتی ہیں تصویریں

جہاں تک قرآن مجید اور نبی اکرم ﷺ کے ساتھ خلوص و اخلاص کا معاملہ ہے تو یہ درحقیقت دو چیزیں نہیں' ایک ہی ہیں۔ اس لئے کہ نبی اکرم ﷺ قرآن مجسم ہیں' قرآن حکیم مصحف ہے' قرآن متلو ہے اور آنحضور ﷺ قرآن مجسم ہیں۔ جیسے کہ فرمایا اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے جب ان سے فرمائش کی گئی کہ ہمیں حضور ﷺ کی سیرت بتائیے۔ آپؓ نے سوال کیا: کیا تم قرآن نہیں پڑھتے؟ اور جب جواب اثبات میں آیا تو آپؓ نے فرمایا: كَانَ خُلُقُهُ الْقُرْاٰنُ "حضور ﷺ کی سیرت قرآن ہی تو ہے"۔

اب ہمیں یہ سوچنا چاہئے کہ نبی اکرم ﷺ کے ساتھ خلوص اور اخلاص کے تقاضے

کیا ہیں۔ آنحضور ﷺ کے ساتھ ہماری وہ نسبت کیسے قائم ہو سکتی ہے جس کے بارے میں علامہ اقبال نے سادہ ترین الفاظ میں تو یوں کہا ہے کہ ؎

کی محمدؐ سے وفا تُو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں!

اور بڑے پُر شکوہ انداز میں کہا ؎

بہ مصطفیٰؐ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر بہ اُو نہ رسیدی تمام بولہبی است

غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ سے ہمارے تعلق کی بنیادیں چار ہیں۔
آیت زیرِ مطالعہ کا پس منظر بڑا عجیب ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب اپنے اور اپنی قوم کے لئے بارگاہِ خداوندی میں رحمت کا سوال کیا تو اللہ تعالیٰ نے جواباً ارشاد فرمایا: میری ایک رحمت تو عام ہے جو تمام مخلوقات کے لئے کھلی ہوئی ہے' اور جو میری رحمتِ خصوصی ہے تو اسے میں نے مخصوص کر دیا ہے ان لوگوں کے لئے جو میرے نبی اُمی سے اپنا صحیح تعلق قائم کریں گے۔ وہ تعلق کیا ہے؟ اس کو سورۃ الاعراف کی آیت ۱۵۷ کے آخری حصے میں ان الفاظِ مبارکہ میں بیان کر دیا جس کی مَیں نے آغازِ کلام میں تلاوت کی تھی کہ:

﴿ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ ﴾

"جو لوگ ان پر ایمان لائیں گے' ان کی تعظیم کریں گے' ان کی نصرت و حمایت کریں گے اور جو نور ان کے ساتھ نازل کیا گیا ہے اس کی پیروی کریں گے وہ ہوں گے اصل معنی میں کامیاب (اور میری رحمت خصوصی انہی لوگوں کے حصے میں آئے گی)"۔

اس آیۂ مبارکہ کی روشنی میں غور کیا جائے تو حضور ﷺ کے ساتھ ہمارے تعلق کی چار بنیادیں واضح طور پر سامنے آتی ہیں۔

سب سے پہلی بنیاد ہے تصدیق و ایمان۔ یہ تصدیق کرنا کہ آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ آپؐ نے جو کچھ فرمایا اپنی طرف سے نہیں فرمایا' بلکہ اللہ تعالیٰ نے جو وحی فرمایا اسی کو نوعِ انسانی کے سامنے پیش فرمایا:

﴿ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ○ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی ○ ﴾ (النجم: ۳،۴)
"اور ہمارا نبی اپنی خواہش نفس سے نہیں بولتا' یہ تو ایک وحی ہے جو اُن پر کی جاتی ہے"۔

اب اس ضمن میں یہ جاننا چاہئے کہ اس ایمان اور تصدیق کے دو درجے ہیں' ایک اقرارٌ باللسان یعنی زبانی اقرار کا درجہ ہے۔ اس سے انسان اسلام کے دائرے میں داخل ہو جاتا ہے۔ وہ قانونی ضرورت پوری ہو جاتی ہے جو اُمتِ محمد علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں شامل ہونے کے لئے لازمی اور ضروری ہے' لیکن اصلی ایمان "تصدیقٌ بالقلب" کا نام ہے۔ جب آنحضور ﷺ کی رسالت پر' آپؐ کی نبوت پر دل میں یقین کی کیفیت پیدا ہو جائے تو یہ ہے ایمانِ مطلوب۔ اس کے بغیر جو دوسرے حقوق ہیں نبی اکرم ﷺ کے وہ ہم ادا نہیں کر سکتے' پھر زبانی کلامی تعلق رہے گا جیسے کہ اللہ معاف فرمائے ہماری عظیم اکثریت کافی الواقع ہے۔

دوسرا تعلق ہے تعظیم و محبت۔ یہ لازمی تقاضا ہے یقین قلبی کا۔ اگر یہ یقین ہو کہ آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں تو آپؐ کی ایک عظمت کا نقش قلب پر قائم ہو گا اور آپ کی محبت دل میں جاگزیں ہو گی۔ جیسے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

((لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ وَّالِدِہٖ وَوَلَدِہٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ))

"تم میں سے کوئی شخص مؤمن نہیں ہو سکتا جب تک میں اسے محبوب تر نہ ہو جاؤں اس کے اپنے باپ سے' اس کے اپنے بیٹے سے اور تمام انسانوں سے"۔

یعنی اگر ایک مؤمن کے دل میں آنحضور ﷺ کی محبت اپنے تمام اعزہ واقارب اور تمام انسانوں سے بڑھ کر جاگزیں ہوئی ہے تو وہ حقیقتاً مؤمن ہے۔ اس حدیث میں باپ اور بیٹے کے ذکر نے تمام عزیزوں' رشتہ داروں' قبیلوں اور قوموں کا احاطہ کر لیا ہے۔ ان الفاظ میں کوئی ابہام نہیں ہے۔ ایسا نہیں کہ بات واضح نہ ہو' بلکہ صاف صاف اور دو ٹوک انداز سے ارشاد ہوا کہ حقیقی ایمان کا لازمی تقاضا ہے کہ حضور ﷺ ایک بندۂ مؤمن کو دنیا کی تمام چیزوں سے محبوب تر ہو جائیں ؎

ادب گاہیست زیرِ آسمان از عرش نازک تر — نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید ایں جا

تعظیم ظاہری بھی مطلوب ہے اور قلبی بھی۔ اسی طرح محبت کا زبانی بھی اظہار ہو اور دل میں بھی جاگزیں ہو اور اس کا سب سے بڑا مظہر ہے حضور ﷺ پر درود بھیجنا۔ جس کے بارے میں یہ بھی فرمایا گیا کہ اگر کوئی شخص اپنی دعا کُل کی کُل حضور ﷺ پر درود بھیجنے پر مشتمل کردے تو اس کا مقام اور مرتبہ کہیں زیادہ ہوگا اس سے کہ وہ اللہ سے خود اپنے لئے کوئی سوالات کرتا رہے۔

ان پہلی دو بنیادوں کا لازمی نتیجہ آنحضور ﷺ کی اطاعت اور آپؐ کا اتباع ہے۔ ظاہر بات ہے جب آپؐ کو اللہ کا رسول مانا تو اب آپؐ کے حکم سے سرتابی چہ معنی دارد؟ آپؐ کا ہر حکم سر آنکھوں پر ہوگا۔ اس میں تو البتہ انسان تحقیق کا حق رکھتا ہے کہ واقعتاً محمدؐ رسول اللہ ﷺ نے یہ حکم دیا ہے یا نہیں' لیکن جب طے ہو جائے کہ یہ آپؐ کا فرمان ہے' یہ آپؐ کا حکم ہے تو اب چون و چرا کا کوئی سوال نہیں۔ اب تو اطاعت کرنی ہوگی۔ اور اطاعت بھی کیسی! وہ اطاعت جس کے بارے میں قرآن مجید میں فرمایا گیا :

﴿ فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا۝ ﴾

(النساء:٦٥)

"پس نہیں' آپ کے رب کی قسم! یہ لوگ ہرگز مؤمن نہیں ہیں جب تک اپنے نزاعات میں آپ ہی کو حَکم نہ مانیں اور جو کچھ آپ فیصلہ فرمائیں اس پر اپنے دلوں میں کوئی تنگی محسوس نہ کریں بلکہ آپؐ کے فیصلے کے آگے دل کی پوری آمادگی اور خوشی کے ساتھ سرِ تسلیم خم کردیں"۔

یہی بات آنحضور ﷺ نے فرمائی :

((لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى يَكُوْنَ هَوَاهُ تَبَعًا لِّمَا جِئْتُ بِهٖ))

"تم میں سے کوئی شخص مؤمن نہیں ہو سکتا جب تک اس کی خواہش نفس اس ہدایت کے تابع نہ ہو جائے جو مَیں لے کر آیا ہوں"۔

جب اطاعت کے ساتھ محبت کی شیرینی شامل ہو جائے تو اس طرزِ عمل کا نام ہے "اتّباع"۔ اس کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ ظاہر ہے کہ اطاعت تو ان احکام کی ہوگی جو حضور ﷺ نے دیئے ہوں۔ لیکن اِتّباع ان تمام اعمال و افعال کا ہوگا جن کا صدور و ظہور ہوا نبی

اکرم ﷺ سے ـــــ چاہے اس کو کرنے کا حکم حضور ﷺ نے بالفعل نہ دیا ہو۔ اس اتباع کا قرآن مجید میں جو مقام ہے وہ بھی سن لیجئے۔ سورۂ آل عمران آیت ۳۱ میں فرمایا :

﴿ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ ﴾

"اے نبیؐ! ان سے کہہ دیجئے کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو تم لوگ میرا اتباع کرو' اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہاری خطاؤں کو ڈھانپ لے گا"۔

اس آیت کریمہ سے اتباعِ رسول کی یہ اہمیت سامنے آتی ہے کہ اللہ سے محبت کا دعویٰ ہے تو جنابِ محمد رسول اللہ ﷺ کا اتباع لازم ولابدی ہے۔ اس اتباع کا ایک نتیجہ تو یہ نکلے گا کہ اللہ ہم سے محبت فرمائے گا اور دوسرا نتیجہ یہ نکلے گا کہ ہم اس کی مغفرت و عفو کے مستحق قرار پائیں گے۔ اس سے زیادہ ایک بندۂ مؤمن کی خوش بختی کیا ہو سکتی ہے کہ وہ اللہ کا محبوب اور اس کی مغفرت کا سزاوار بن جائے۔

آنحضور ﷺ کے ساتھ ہمارا تیسرا تعلق جسے یوں کہئے کہ یہ عروج ہے حضور ﷺ کے ساتھ ہمارے تعلق کا' وہ ہے آپؐ کی تائید و نصرت۔ حضور ﷺ ایک مشن لے کر تشریف لائے تھے۔ حضور ﷺ کا مقصد بعثت عالمی سطح پر ہنوز شرمندۂ تکمیل ہے ؎

وقتِ فرصت ہے کہاں کام ابھی باقی ہے
نورِ توحید کا اِتمام ابھی باقی ہے!

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دورانِ خلافت راشدہ اس عمل کو جہاں تک پہنچایا تھا ہم اپنی بے عملیوں کے طفیل وہ اثرات بھی ختم کر چکے ہیں۔ اب تو از سرنو پیغامِ محمدیؐ کی نشرو اشاعت کرنی ہے۔ پیغام محمدیؐ کو پہنچانا ہے تمام اقوام و ملل عالم تک اور از سرنو اللہ کے دین کو فی الواقع قائم' نافذ اور غالب کرنا ہے پورے کرۂ ارضی پر۔ اور اس کے لئے پہلے جہاں بھی اللہ توفیق دے' جس خطۂ ارضی کی قسمت جاگے کہ وہ اس عہدِ حاضر میں انقلابِ محمدیؐ کا سب سے پہلا Base قرار پائے تو اس ملک کی خوش بختی اور خوش نصیبی پر تو واقعتاً رشک کیا جانا چاہئے۔

یہ ہے وہ فریضۂ منصبی جو اُمت کے حوالے کیا گیا ہے۔ آنحضور ﷺ کا مشن زندہ و

تابندہ ہے۔ حضور ﷺ گویا کہ اب بھی پکار رہے ہیں:

﴿ مَنْ اَنْصَارِیْۤ اِلَی اللّٰهِ ﴾

"کون ہے میرا مددگار اللہ کی راہ میں؟"

یعنی کون ہے جو میرے پیغام کی نشر و اشاعت کا کام کرے' میرے دین کا علمبردار بن کر کھڑا ہو اور پورے کرۂ ارضی پر اس کا جھنڈا سربلند کرنے کے لئے تن من دھن لگانے کے لئے آمادہ ہو جائے۔

اسی کے ضمن میں آخری بات آتی ہے اس آیۂ مبارکہ میں کہ اس عمل کا ذریعہ کیا ہے؟ محمد رسول اللہ ﷺ نے جو انقلاب برپا کیا تو آلۂ انقلاب تھا قرآنِ حکیم ؎

اتر کر حرا سے سوئے قوم آیا
اور اک نسخۂ کیمیا ساتھ لایا

﴿ هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَیُزَكِّیْهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ﴾ (الجمعة : ۲)

"وہی اللہ ہے جس نے اُمیوں کے اندر ایک رسول خود انہی میں سے اٹھایا جو انہیں اس کی آیات سناتا ہے' ان کی زندگی سنوارتا ہے اور ان کو کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے"۔

پس معلوم ہوا کہ آپؐ کی دعوت کا مرکز و محور قرآن حکیم تھا۔ آپؐ نے لوگوں کی ذہنیتیں بدلیں تو اسی قرآن حکیم سے' لوگوں کی سوچ میں انقلاب برپا کیا تو قرآن حکیم سے' ذہن کی تطہیر فرمائی تو اسی قرآن کی آیاتِ بینات سے' تزکیۂ نفس فرمایا تو اسی قرآن کی آیاتِ بینات اس کا ذریعہ بنیں۔ خارج و باطن سب منور ہوئے تو اسی قرآن حکیم کے نور سے۔

وہ کتاب موجود ہے اور آیت زیر مطالعہ میں اسی کے اتباع کا ان الفاظِ مبارکہ میں ذکر ہوا:

﴿ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِیْۤ اُنْزِلَ مَعَهٗۤ ﴾

"اور اس نور کا اتباع جو اُن (نبی) کے ساتھ اتارا گیا ہے"۔

وہ نور جو آپ ﷺ کے ساتھ نازل کیا گیا وہ نور حضور ﷺ اُمت کے حوالے کر کے گئے' وہ امت کے پاس محفوظ ہے۔ اس کے ساتھ اپنے تعلق کو درست کرنا ہے۔ یہ

آنحضور ﷺ کے ساتھ ہمارے صحیح تعلق کی آخری اور اہم ترین بنیاد ہے۔ یہ وراثت محمدیؐ ہے۔ اس کو مضبوطی سے تھامنے کا حکم ہے اور اسی کو حبل اللہ قرار دیا گیا ہے:

﴿ وَاعۡتَصِمُوۡا بِحَبۡلِ اللّٰهِ جَمِيۡعًا وَّلَا تَفَرَّقُوۡا ﴾

یہی کتاب اللہ اُمت کے اندر از سرِنو اتحاد اور یک جہتی پیدا کرے گی' اسی سے وحدتِ فکر پیدا ہو گی' اسی سے وحدت عمل پیدا ہو گا' اسی سے ہماری جدوجہد یک جہتی کے ساتھ اپنے اصل ہدف کی طرف آگے بڑھے گی۔ اس کتاب کے حقوق کو پہچاننا بھی ہمارے ایمان اور وقت کی ایک عظیم ضرورت ہے' جیسے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ اپنے تعلق کی بنیادوں کو پہچاننا ہمارے حقیقی و قلبی ایمان کے لئے ضروری و لابدی ہے۔ یہی درحقیقت میلاد النبیؐ کا اصل پیغام ہے۔ یہی اصل لمحۂ فکریہ ہے۔ اس کو از سرِنو سمجھیں اور محمد رسول اللہ ﷺ اور آنحضورؐ کی لائی ہوئی کتاب مبارک کے ساتھ اپنی نسبت کو پوری درستگی کے ساتھ بتمام و کمال از سرِنو استوار کریں۔ اس کتاب کو مانیں جیسا کہ اس کے ماننے کا حق ہے۔ اسے پڑھیں جیسا کہ اس کے پڑھنے کا حق ہے۔ اس کو سمجھیں جیسا کہ اس کو سمجھنے کا حق ہے۔ اس پر عمل کریں جیسا کہ اس پر عمل کا حق ہے اور پھر اس کے مبلغ' داعی اور معلم بن جائیں جیسے کہ اس کی تبلیغ' دعوت' تعلیم اور تبیین کا حق ہے۔ وَفَّقَنَا اللّٰهُ لِهٰذَا

اللہ تعالیٰ ہمیں ان جملہ امور پر عمل کی توفیق عطا فرمائے تاکہ ہم نبی اکرم ﷺ کے مشن کی عالمی سطح پر تکمیل کے لئے راست سمت میں پیش قدمی کر سکیں۔ اور وہ وقت آئے جس کے بارے میں شاہ ولی اللہ دہلویؒ نے فرمایا تھا کہ "جب پورے کرۂ ارضی پر اللہ کا دین غالب اور قائم ہو جائے گا جیسے محمد عربی ﷺ نے اپنے عہد مبارک میں جزیرہ نمائے عرب پر غالب کر دیا تھا' تو وہ وقت ہو گا جب یہ آیۂ مبارکہ اپنی پوری شان کے ساتھ ظاہر ہو گی:

﴿ هُوَ الَّذِیۡۤ اَرۡسَلَ رَسُوۡلَهٗ بِالۡهُدٰی وَدِیۡنِ الۡحَقِّ لِیُظۡهِرَهٗ عَلَی الدِّیۡنِ کُلِّهٖ ؕ وَکَفٰی بِاللّٰهِ شَهِیۡدًا ۞ ﴾

فَصَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِهٖ وَاَصۡحَابِهٖ اَجۡمَعِیۡنَ وَآخِرُ دَعۡوَانَا اَنِ الۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ ۞۞